



سوال

(54) مدفن کے بعد میت کے گھر میٹھنا

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

یہ جو ہمارے ہاں رائج ہے کہ مردہ کی مدفن کے بعد وارثین مردہ کے گھر کے باہر چھاسیاں پھاکر میٹھ جاتے ہیں اور تعزیت کے لیے آنے والے فاتحہ خوانی کے لیے کہتے ہیں اور تمام حاضرین ہاتھ لٹکا کر فاتحہ خوانی کرتے ہیں اور اسی طرح تین دن لیتے ہیں چھاسیاں پھاکر میٹھے رہتے ہیں اور لوگ تعزیت کے لیے آتے رہتے ہیں اور وارثین مردہ تمام کا رو بار چھوڑ کر میٹھے رہتے ہیں۔ اس کا کتاب و سنت کی روشنی میں جواب دے کر راہنمائی فرمائیں۔ نیز کتاب و سنت کی روشنی میں تعزیت اور لوگوں کا صحیح طریقہ بیان فرمائے کہ عند اللہ ماجور ہوں۔ (محمد اقبال خان لغاری۔ محمد طارق سعید لغاری)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحیح السوال

و علیکم السلام ورحمة الله وبركاته!
الحمد لله، والصلوة والسلام على رسول الله، أما بعد!

کسی آدمی کے دنیا سے علپے جانے کے بعد تعزیت کے لیے کسی خاص جگہ، گھر، مسجد اور مقبرہ وغیرہ کا تعین کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

(كَانَهُ الْإِجْتِمَاعُ إِلَى أَهْلِ الْمَيْتِ وَصَنْفِيهِ الطَّعَامِ بِعِدَّةِ ذِيْمَةٍ مِّنَ الْأَيَّامِ)

ہم میت کے دفن کے بعد اعلیٰ میت کی طرف اٹھا ہونا اور کھانا پکانا نوح میں سے شمار کرتے تھے۔

علامہ البافی رحمۃ اللہ علیہ اہل میت کے ہاں بعض امور سے اجتناب کے بارے لکھتے ہوئے کہتے ہیں:

"الاجماع للتعزير في مكان خاص كالداروا المقبرة أو المسجد"

کسی خاص مکان جیسے گھر یا مقبرہ یا مسجد میں تعزیت کے لیے اجتماع کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ (احکام الجنازہ: 210)

پھر اس کے بعد جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ والی مذکورہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

اور اس حدیث کی وجہ سے امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:



محدث فلسفی

(واکرہ الماتم وحی ابجماع عوام لم کین لحر بکاء فان دلک مجدوا الحرم ويكفف المونتیع ما مصنف فیہ من الاشر)

(كتاب الام، باب القيام للبنازة 1/318)

میں ماتھی اجتماع کو مکروہ سمجھتا ہوں اگرچہ ان کے لیے آہ و بکار نہ ہو۔ اس لیے کہ یہ چیز غم کو تباہ کرتی ہے اور تکلیف کو بڑھاتی ہے۔ اس لیے کہ اس کے بارے میں حدیث گزر چکی ہے۔

امام اسحاق بن ابراہیم بن حانی رحمۃ اللہ علیہ جو امام احمد بن خبل رحمۃ اللہ علیہ کے اجل تلامذہ میں سے تھے ہیں:

(سئل الامام احمد رحمۃ اللہ علیہ عن المیتیہ عند اہل المیت قال : اگرہ) (مسائل ابن حانی: 961)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اہل میت کے ہاں رات بسر کرنے کے بارے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں۔

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ "شرح الوجیز" میں تعزیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"عن سیوسیکرہ الجلوس رما"

تعزیت کرنا سنت ہے اور اس کے لیے میٹھنا مکروہ ہے۔

(روضۃ الطالبین 2/144)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ رقطراز ہیں:

(أَنَّ الْجُلوسَ لِلتَّغَرِيرِيَّةِ وَقُصُّ الرَّأْشِ فِي الْمُصَافَّ وَسَائِرَ الْأَضْحَابِ عَلَى كِرَاهِتِهِ... قَالُوا: كُلُّ كُنْجِنِيَّ أَنْ يَنْخُرُ فُؤُلُ حَوَالَ كَجَمْ، وَلَا فَرْقَ بَيْنِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي كِرَاهِيَّةِ الْجُلوسِ رَمًا) (المجموع 5/306)

خلاصہ کلام اس عبارت کا یہ ہے کہ امام شافعی اور صاحب کتاب اور دیگر اصحاب شوافع تعزیت کے لیے میٹھنا مکروہ سمجھتے تھے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ اہل میت اپنی ضروریات اور کاموں میں لگے رہیں اور جو آدمی انسیں ملے ان سے تعزیت کرے۔ مردوں اور عورتوں کے لیے تعزیت کے لیے پیٹھے کی کراہت میں کوئی فرق نہیں۔ یعنی تعزیت کی خاطر عورتیں اکٹھی ہو کر میٹھیں یا مرد و دنوں کے لیے مکروہ ہے۔

امام ابوالمنظرا بن جبیرہ لکھتے ہیں:

(فاما الْجُلوسُ لِلتَّغَرِيرِيَّةِ مُظَاهَّرٌ وَالْأَشْفَهُ وَاحِدٌ مُكْرُوِّهٌ وَلَمْ يَنْدُعُ إِبْنُ حِينَيَّةَ نَسَافِيَّ بِرَا)

(الاخصاص عن معانی الصحاح 1/151)

تعزیت کے لیے پیٹھے کو امام مالک، امام شافعی اور امام احمد نے مکروہ قرار دیا ہے اور امام ابوحنیفہ سے اس کے متعلق ہمیں کوئی نص نہیں ملی۔ مذکورہ توضیح سے معلوم ہوا کہ تعزیت کے لیے جو روایتی طریقہ موجود ہے، اس کے بارے میں کوئی صحیح حدیث، اثر صحابی اور ائمہ اربعہ وغیرہ ہم سے کس طرح کا جواز کیسی بھی مروی نہیں بلکہ ائمہ محدثین کے ہاں یہ مکروہ ہے اور جب مطلق طور پر مکروہ کا لفظ بولا جائے تو حرام ہی مردار ہوتا ہے جیسا کہ کتب فہرست میں مرقوم ہے۔ نیز تعزیت کے لیے تین دنوں کا تعین بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ عوام میں جو یہ روایت متداول ہے کہ "لا عزاء فوق ثلاث" تین دنوں سے اوپر تعزیت نہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے کیونکہ صحیح حدیث



میں تین دنوں کے بعد تعزیت ثابت ہے۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

(آن الجی صلی اللہ علیہ وسلم آمل آل جعفر علیہما السلام یا تمثیلہم.... الحدیث)

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم آل جعفر کے ہاں آنے سے تین دن تک رکے رہے پھر اس کے بعد ان کے ہاں آئے۔

(ابوداؤد، کتاب الترجل، باب فی حلق الراس (4192) مسند احمد 279/3 (1750) طبقات ابن سعد 36/4-37، نسائی کبریٰ (8604) الاحادیث الشافی (434) سنن النسائی (5242)

معلوم ہوا کہ تعزیت کے لیے تین دن خاص نہیں ہیں بلکہ تین دنوں کے بعد بھی جب مناسب خیال کرے، تعزیت کرے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے گھر والوں کے ہاں آنے سے تین دن تک رکے رہے پھر تشریف لائے۔ تعزیت لیسے الفاظ سے کرے جو اہل میت کے لیے تسلی کا باعث ہوں اور ان کے غم و دلکش کو بلکا کریں اور انہیں صبر و تحمل کی نصیحت کرتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے لیے تعزیت کرتے تو اسے صبر و تحمل اور نیکی کے کاموں کی تلقین کرتے۔ اسماء بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان کی میٹی نے پیغام بھیجا کہ میر ایمائہ وفات کے قریب ہے، آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں۔

آپ نے سلام بھیجا اور کہا:

(ان الشهادات زور ما عطی و کل عنده باعل مسی)

یقیناً اللہ کے لیے ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے عطا کیا اور ہر چیز کا اس کے ہاں وقت مقرر ہے۔ اسکے لیے تم صبر کرو اور اللہ سے ثواب کی امید رکھو۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنازہ (1284) مسند طیالسی (646) مسلم (923) ابو داؤد (3125) ابن ماجہ (1588) نسائی (1867) ابن جبان (461) شرح السنۃ (5/426) (1527)

یہ تعزیت کے الفاظ اگرچہ قریب المرگ کے بارے وارد ہونے میں لیکن مرنے والے کے حق میں زیادہ اولی ہیں۔

اسکے لیے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: (اصل ما یعزی بہ) یہ حدیث زیادہ بہتر ہے، ان کلمات کے بارے میں جن سے تعزیت کی جاتی ہے۔ (کتاب الاذکار رقم 467) اس لیے بہتر تو ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ تعزیت کرے اور اگر یہ الفاظ یاد نہ ہوں تو جو الفاظ تسلی و صبر کے لیے مناسب سمجھے کہہ دے۔ سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم سے مختلف حسب حال الفاظ متفقون ہیں جن کی تفصیل کے لیے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاذکار ص 199 تا ص 201 طبع اولیٰ بیروت ملاحظہ ہو۔

اور لکھتے ہیں

(وَمَا اعْظَمَ مِنْ سُكُونٍ مُّهْلاً جُنُونٍ فَيَأْتِي اعْظَمُ عِرَادَةِ حُصُلٍ)

تعزیت کے لیے الفاظ میں کوئی تسلی نہیں جس بھی لفظ سے تعزیت کرے مقصود حاصل ہو جائے گا۔

نیز دیکھیں احکام اجناز شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ رقم المسند 109 ص 206۔



محدث فلوبی

لہذا اہل میت تین دن تک چنانیاں پچھا کر اس غرض سے نہ بیٹھے رہیں کہ تعزیت کے لیے لوگ آئیں گے بلکہ وہ لپنے کام کا ج کریں۔ جو شخص بھی تعزیت کے لیے میلے، اس سے ہم کلام ہوں اور تعزیت کرنے والے مناسب حال الفاظ کا انتخاب کرتے ہوئے صبر و رضا کی تلقین کریں۔

حدا ما عنہی و اللہ علیم باصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

جلد 3۔ کتاب الجنائز۔ صفحہ 246

محمد ثقتونی